ڈاکٹر میمونہ سبحانی

استاد شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

نرگس بانو

پی ایچ ڈی اردو اسکالر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

مغربی شاعری کی نمائندہ صنف نظم معریٰ۔۔۔ابتدائی مثالوں کے ساتھ

Dr. Mamuna Subhani
Assistant Professor, Department of Urdu, Government College University Faisalabad
Nargis Bano
Ph.D. Scholar, Department of Urdu ,Government College University Faisalabad

Blank Verse the Representative Genre of Western Poetry - With Early Examples

Blank Verse is introduced in English by the Earl of Surrey in the 16th c.in the translation of The Aeneid [1540] but it is proven that Surrey took the inspiration from the Versi Sciolti [free verse] of Molza's Italian translations of The Aeneid in 1539. The blank verse started/ evolved in the mid of 16th century. Due to the influences of Italian poets, it was adopted by Spanish, French and English poets. In English literature its important aspect is the contribution of specific meter which is known as Iambic meter. In Urdu literature, some new critics and poets under the influence of The Britishers tried to make poem popular viz a viz Ghazal and tried to liberate the creativity from the hard rules of Rhymes Scheme borrowed from Arabic and Persian. In 20th century M. Hussain Azad and Abdul Haleem Sharar contributed a lot to introduce and originate the Blank Verse. In this joint research article the scholar and her supervisor have tried to introduce some of its technicalities and earlier examples of the founders of this Genre.

Key Words: *Blank Verse, Introduced, English, Translation, Influences, Italian Poets, Spanish, French, Literature.*

معاشرہ جس رفتار سے ترقی کرتا گیا اسی رفتار سے ادب کے معیارات و تغیرات بدلتے گئے اور اظہار کے پیمانے بھی اپنی شکلیں تبدیل کرتے گئے۔اظہار کے نئے سانچے ادب میں نئی شعریات کی

تخلیق کے امکانات روشن کرتے ہیں۔ نظم معریٰ بھی ایک نئی صنف ہے جو اپنے آغاز سے موضوع بحث بنی ہوئی

ہے۔ قدیم شعرا کے ہاں قافیہ کی شرط شعر کے لیے ضروری تھی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ قافیہ کی پابندی کے باعث شاعر اپنے تخیل کی وسعت اور زرخیزی کے مطابق اظہار پر پوری طرح متوجہ نہیں ہو سکتا۔

نظم معریٰ میں بحر کی پابندی کی جاتی ہے مگر قافیہ ضروری نہیں ہوتا۔ نثری نظم کے برعکس اس میں بحر کی شرط ہے۔ قافیہ آجائے تو بہتر ہے، نہ آئے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اہم مقصد یہ ہے کہ اپنے معنی کو واضح کرے۔ بلینک ورس اطالوی اصطلاح ہے۔ یہ اصطلاح اطالوی شاعر جو وانی روچیلائی (Giovanni Rucellai) کے اس جملے سے اخذ کی گئی ہے جو انھوں نے اپنی نظم Le, App کے سلسلہ میں تحریر کیا ہے:

"Con Verso Etrusco dalle rim sciolto."

بلینک ورس کے لغوی معنی بے قافیہ نظم کے ہیں۔ یعنی Verse without Rhyme ۔ انگریزی میں بلینک ورس نظم کی اس مخصوص ہیئت کا نام ہے جس کا باقاعدہ آغاز سولھویں صدی عیسوی کے وسط میں ہوا۔ ہنری ہاورڈ ارل آف سرے (Henry, Howard Earl of Surrey) اینگلو میکسن عہد کی شاعری اور قدیم ترین انگریزی شاعری بھی غیر مقفیٰ ہوتی تھی لیکن اسے بلینک ورس نہیں کہا جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انگریزی شاعری میں گو قافیے کا استعمال نہیں تھا لیکن اس سے ملتی جلتی چیز Alliteration کا استعمال پایا جاتا تھا۔ Alliteration کو Rhyme ہی کی۔۔یا اس سے ملتی جلتی چیز کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انگریزی شاعری میں دونوں کا نام تقریباً ایک ہی ہے یعنی دونوں مصرعوں کی انفرادی حیثیت کی حد بندی یا تعین کرتے ہیں۔ دونوں مصرعوں کو مربوط کرتے ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا میں لکھا ہے:

اٹلی کے اثر سے اسپین، فرانس اور انگلینڈ میں بے قافیہ نظم لکھی گئی، اسپین میں اسے Versos Sueltos، فرانس میں Verse Blancs اور انگلینڈ میں Blank Verse کا نام دیا گیا۔(۱)

بلینک ورس کی اہم خوبی ایک مخصوص بحر کی پابندی ہے جو سانیٹ کے لیے بھی مخصوص ہے۔اس مخصوص بحر کی وجہ سے بلینک ورس کو غیر مقفٰی پنج رکنی آئیمیک بحر (Unrhymed Iambic Pentameter Measure) کہا جاتا ہے۔آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

> "Blank Verse: Verse without rime, esp, (especially) the iambic pentameter or unrimed heroic, the regular measure of English dramatic and epic poetry."(2)

بلینک ورس کی ایک اور اہم خوبی اس کے مصرعوں کا باہمی معنوی تسلسل ہے جو مقفٰی شاعری میں قافیے کی موجودگی سے اس وسیع پیمانے پر ممکن نہیں۔یہ ترک قافیہ کے بعد سب سے بڑی خوبی ہے۔انسائیکلو پیڈیا امیریکانا میں لکھا ہے:

> "Blank Verse is a species of verse disencumbered of rhyme, and allowing the lines to run into each other with nearly as much freedom as the Latin perameter."(3)

بلینک ورس میں مندرجہ ذیل خصوصیات کا پتہ چلتا ہے:

i۔یہ قافیہ سے عاری ہوتی ہے۔ii۔اس میں بندوں کی تقسیم نہیں ہوتی۔iii۔اس کے مصرعوں میں باہمی تسلسل کی کافی گنجائش ہوتی ہے۔iv۔انگریزی میں اس کے لیے ایک مخصوص بحر ہے جس کا نام آیمبک پینٹا میٹر ہے۔

انگریزی شاعری کو بلینک ورس کی صورت میں ایک کامیاب وسیلہ اظہار نصیب ہوا جو بیک وقت نازک ترین جذبات و محسوسات، خیالات و نظریات کی شاعرانہ انداز میں تصویر کشی اور عکاسی کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔"ڈکشنری آف ورلڈ لٹریری ٹرمز" میں اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

> نگریزی شاعری کا تقریباً تین چوتھائی سرمایہ بلینک ورس پر مشتمل ہے۔بلینک ورس کا یہ وافر ذخیرہ خود اس کی مقبولیت اور کامیابی کی دلیل ہے لیکن اہم

بات یہ ہے کہ انگریزی کی عظیم ترین شاعری بلینک ورس کے ذریعے ہی ظہور پذیر ہوئی ہے۔"(۴)

شاعری میں قافیہ کی پابندی بہت بڑی رکاوٹ تھی۔ قافیہ سے آزادی شاعری کے لیے ایک نیک فال ثابت ہو گی۔ انگریزی زبان کی بے اندازہ دولت اور بے پایہ وسعت کے باوجود اس کا قافیہ تنگ ہونے کا احساس اس کے جاننے والوں کو بھی رہا اور ماننے والوں کو بھی۔ ملٹن نے اس کی وضاحت بہت اچھے طریقے سے کی ہے کہ قافیہ ترک کرنے کے دو جواز سامنے آتے ہیں۔ ایک تو قافیہ نظم کا لازمہ نہیں، دوسرا یہ نظم کا سچا زیور نہیں۔ ڈاکٹر حنیف کیفی لکھتے ہیں:

"مقفیٰ گفتگو فطری نہیں ہو سکتی۔ اس حقیقت کے پیش نظر بلینک ورس کو انگریزی ڈرامے کے لیے بڑے پیمانے پر استعمال کیا گیا ہے، حالانکہ بلینک ورس کا استعمال نظم کی دیگر اقسام میں بھی کیا گیا ہے لیکن طویل بیانیہ نظموں خصوصاً ایپک اور ڈراموں کے لیے اس کا استعمال سب سے زیادہ ہوا اور ان اصناف کے لیے بلینک ورس کامیاب ترین وسیلہ اظہار ثابت ہوئی۔"(۵)

انگریزی بلینک ورس میں مست خرامی اور تیز رفتاری کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ اس میں ایک رند کی سی مستی اور ایک رقاص کی سی پھرتی پائی جاتی ہے۔ ایک قافیے کو ترک کر کے بلینک ورس نے تاثیر کلام کے لیے بہت سے ذرائع اختیار کر لیے ہیں جن کی بدولت اس میں بڑی لچک، رنگا رنگی اور وسعت پائی جاتی ہے۔ انھی خصوصیات کی بنا پر بلینک ورس بیانیہ نظموں اور ڈراموں کے لیے بالخصوص بہترین ذریعہ اظہار ہے۔

مغرب میں بلینک ورس کا رواج زمانہ قدیم سے پایا جاتا ہے۔ اس کا سلسلہ کلاسیکی، یونانی اور لاطینی شاعری سے شروع ہوتا ہے۔ ان قدیم زبانوں میں غیر مقفیٰ کلام موزوں ہی شعری اظہار کا وسیلہ تھا۔ انسائیکلو پیڈیا امریکانا کے مطابق:

"This (Blank Verse) was the invariable form of poetry of the ancients."(6)

بلینک ورس کا باضابطہ نمونہ سب سے پہلے اطالوی شاعر جی تریسینو(G.G. Trissino)نے اپنا المیہ ڈرامہ"Sophonisba"دس جزی غیر مقفّٰی مصرعوں کی ہیئت میں مکمل کیا۔ مختصر مدت میں بلینک ورس اطالوی ڈراموں میں وسیع پیمانے پر استعمال کی جانے لگی۔ ارسطو(Ariostotle)کے طربیہ ڈرامے، طاسو(Tasso)کا ڈرامہ"Aminta" اور گوارینی (Guarini)کا ڈرامہPastor Fido بلینک ورس ہی میں لکھے گئے۔ بلینک ورس کی روایت کو دو بڑی قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

I۔عہد ایلزبتھ کے شعرا کے انداز کی بلینک ورسii۔ملٹن کے انداز کی بلینک ورس

بلینک ورس کے باعث ڈراما کی صنف کو دوسری اصناف ادب پر جو فوقیت اور برتری حاصل ہوئی ہے اس کی بدولت نہ صرف یہ کہ انگریزی بلینک ورس کی تاریخ انگریزی ڈرامے کی تاریخ کا ایک اہم جزو بن گئی۔ بیسویں صدی کی بلینک ورس میں روزمرہ کی ٹکسالی زبان اور مقامی بولیوں کے استعمال پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ بیسویں صدی میں بلینک ورس کی نمائندگی کرنے والے شعرا لیسلے ایبر کرامبی (Lascelles Abercrombie)،جان ڈرنک واٹر(John Drink Water)، گارڈن باٹملی (Gordon Bottomly، ڈبلیو۔بی۔ ایٹس(W.B. Yeats)، سی۔ ایم ڈاؤٹی(C.M. Doughty)اور رابرٹ فراسٹ Robert Frostقابلِ ذکر ہیں۔

نظم معریٰ مغربی ادبیات میں سولھویں صدی کے وسط میں متعارف ہوئی۔برصغیر میں مغربی تہذیب و تمدن کے عمل دخل نے جہاں زندگی کے دیگر شعبوں کو متاثر کیا وہاں ادب بھی اس کے مؤثرات سے محفوظ نہ رہ سکا اور اس کی ایک صورت معریٰ نظم کی صورت میں سامنے آئی۔ قافیہ کی پابندی نہ صرف عربی و فارسی شاعری میں تھی بلکہ مشرق کی دیگر زبانوں میں بھی قافیے کی روایت ملتی ہے۔اردو ادب میں یہ روایت انگریزی کے توسط سے آئی ہے۔

اردو کے دیگر شعرا کی طرح حالی[۱۸۳۷-۱۹۱۴] جو جدید شاعری کے فروغ کے حوالے سے اہم شاعر اور بڑے نقاد سمجھے جاتے ہیں انھیں بھی احساس تھا کہ قافیہ کی پابندی ادائے مطلب میں خلل ڈالتی ہے اور اظہار رائے مشکل ہو جاتا ہے لہٰذا اس احساس کے تحت بیسویں صدی میں ہمارے شعرا میں قافیے سے چھٹکارا حاصل کرنے کا رجحان پیدا ہوا۔ڈاکٹر خواجہ اکرام لکھتے ہیں:

"اس نظم کو نظم عاری اور نظم غیر مقفٰی بھی کہا جاتا ہے۔ نظم کی اس ہیئت میں بھی بحر و وزن کا التزام کیا جاتا ہے۔ ارکان کی تعداد پابند نظموں کے موافق ہوتی ہے۔ اس میں صرف قافیے اور ردیف کا التزام نہیں کیا جاتا۔"(۷)

کلاسیکی، یونانی، لاطینی،اطالوی،انگریزی اور ہسپانوی شاعری کے برعکس اردو میں معریٰ نظم کی روایت نہ قدیم ہے اورنہ ہی بہت زیادہ وقیع۔اس کی پیدائش کو ابھی زیادہ سے زیادہ سوا سو سال گزرا ہے۔اس مدت میں اس کا جو بھی سرمایہ ہے وہ انگریزی ادب کا مرہون منت ہے۔سوال یہ ہے کہ ان اثرات سے پہلے اردو میں معری نظم کا وجود کیوں نہیں تھا؟ اس کا سیدھا سا جواب ہے کہ اردو شاعری نے جن زبانوں کی شاعری کی پیروی کی ہے خود اُن میں نظم معریٰ کی کوئی روایت نہیں ہے۔ عربی، فارسی اور دیگر مشرقی زبانیں زمانہ قدیم ہی سے مقفٰی شاعری کی دلدادہ رہی ہیں جبکہ مغرب کی شاعری میں صورت حال اس کے برعکس ہے۔ڈاکٹر علی محمد خان اورڈاکٹر اشفاق احمد ورک لکھتے ہیں:

"معریٰ یا معرا کے لغوی معنی برہنہ یا خالی کے ہیں مگر شاعری کی اصطلاح میں نظم معریٰ ایسی صنف کو کہتے ہیں جس کے تمام مصرعوں کے ارکان تو یکساں ہوں مگر ان میں قافیہ کا التزام نہ رکھا جائے۔"(۸)

اگرچہ قدیم شعرا کے ہاں قافیہ کی شرط تھی تاہم جدید شعرا میں سے کچھ ایک نے قافیے کی پابندی کوخیال کی بلندی میں رکاوٹ سمجھ کر اسے غیر ضروری سمجھا اور چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کی۔حالی جیسے بلند شاعر بھی اس بات کے معترف تھے، حالانکہ ان کی تمام شاعری پابند شاعری ہے انھوں نے ہمیشہ قافیے اور ردیف کو ملحوظ رکھا۔اس میں شک نہیں کہ قافیہ بھی شعر کے وزن کی طرح اس کا حسن بڑھا دیتا ہے۔پروفیسر انور جمال لکھتے ہیں:

"ظم معریٰ نظم کی وہ قسم ہے جس میں تمام مصرعے ایک مخصوص بحر میں ہوتے ہیں البتہ ردیف قافیے کی قید سے مکمل آزادی ہوتی ہے۔"(۹)

حالانکہ مولانا الطاف حسین حالی نے ساری شاعری میں ردیف اور قافیہ کی سختی سے پابندی کی ہے۔ان کے نزدیک ردیف، قافیہ کی پابندی سے شعر کا حسن بڑھتا ہے۔اس کے باوجود انھیں بھی احساس تھا کہ یہ پابندی تخیل کی پرواز میں رکاوٹ بنتی ہے۔ایک جگہ یوں رقم طراز ہیں:

"یورپ میں آج کل بلینک ورس یعنی غیر مقفٰی نظم کا بہ نسبت مقفٰی کے زیادہ رواج ہے۔اگرچہ قافیہ بھی وزن کی طرح شعر کا حسن بڑھاتا ہے جب کہ اس کا سننا کانوں کو نہایت خوش گوار معلوم ہوتا ہے اور اس کے پڑھنے سے زبان زیادہ لذت پاتی ہے مگر قافیہ خاص کر ایسا جیسا کہ شعرائے عجم نے اس کو نہایت سخت قیدوں میں جکڑ بند کر دیا ہے اور پھر اس پر ردیف اضافہ فرمائی۔"(۱۰)

انگریزی شعرائے ادب کے اثرات کے نتیجے میں روایتی شعری اصناف اور ہیئتوں سے ہٹ کر اصناف ہیئت کے جدید بالخصوص مغربی تجربات کو اردو میں رائج کرنے کی کوششیں شروع ہو چکی تھیں۔انگریزی تراجم کے توسط سے جہاں دیگر اصناف اور ہیئتیں اردو ادب میں متعارف ہوئیں۔وہی نظم معریٰ بھی تھی جو اپنی تکنیک اور ہیئت کے اعتبار سے نہ صرف اردو بلکہ دیگر مشرقی ذریعہ ہائے اظہار سے مختلف تھی۔ابتداسے لے کر نظم معریٰ کے تسمیے تک اسے مختلف ناموں سے پکارا گیا۔کسی نے "بے قافیہ"کسی نے "نظم غیر مقفٰی" لکھا۔بعض شعرا نے اسے "نظم عاری" اور "بے قافیہ اور بے ردیف سے ممنوں" سے کیا۔بعض نے "نظم سفید" اور "سادہ نظم"کی اصطلاح استعمال کی۔عبدالحلیم شرر][۱۸۶۰-۱۹۲۶لکھتے ہیں:

"سردست ہم نظم کی ایک قسم کی طرف توجہ کرتے ہیں جو انگریزی میں تو بکثرت موجود ہے لیکن اردو میں بالکل نئی اور عجیب چیز نظر آئے گی جیسے "بلینک ورس" کہتے ہیں۔اردو میں اس کا نام اگر غیر مقفٰی رکھا جائے تو شاید زیادہ مناسب ہو گا۔"(۱۱)

نظم معریٰ کے الفاظ کی موزونی اور معنوی جامعیت اور صوتی حسن کے پیش نظر بے قافیہ نظم کے لیے یہ نام بہت مناسب تھا جس کا ثبوت مستقبل میں اس کی قبولیت عامہ ہے۔عبدالحلیم شرر نے یہ

نام مولوی عبدالحق کا مشورہ قبول کرتے ہوئے لکھنا شروع کیا تھا۔شرر کا شمار انگریزی طرز کی بے قافیہ نظمیں (بلینک ورس) یعنی نظم معریٰ کے بانیوں میں ہوتا ہےشرر کی شاعری کا جو سرمایہ دستیاب ہے وہ اُن کے مضامین کی جلد ہفتم میں ہے۔گمان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے اور کلام بھی کہا ہو گا مگر خود ان کی اپنی بے اعتنائی کے سبب وہ محفوظ نہ ہو سکا،تاہم مضامین کی اس جلد میں شرر کی شاعری سے زیادہ مشاقی کے نمونے ہیں،وہ اپنے بعض ناول اور ڈرامے بلینک ورس میں پیش کرتے ہیں،اس صنف کو فروغ دینے کے لئے مضامین بھی لکھتے ہیں اور نظم طباطبائی اور کچھ ایسے شعرا کی ایسی نظمیں بھی چھاپتے ہیں۔ان کے تجویز کردہ نام کو ایسی تائید و سند حاصل ہوئی کہ آج برصغیر پاک و ہند میں یہی نام رائج ہے دلگیر آبادی اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

> "انگریزی میں ایک خاص قسم کی نظم ہے جسے بلینک ورس کہتے ہیں۔اس کا صحیح و فصیح ترجمہ نظم معریٰ کیا جا سکتا ہے۔اس نظم میں قافیے وغیرہ کی قید نہیں رکھی گئی ہے کیونکہ قافیہ کی قید دراصل کلام کو محدود اور طبع آزمائی کے میدان کو نہایت ہی تنگ کر دیتی ہے اور خیالات کا اظہار وسعتِ آزادی سے نہیں کرنے دیتی۔"(۱۲)

شمیم احمد نے بھی انھی خیالات کا اظہار کیا ہے اور نظم معریٰ ہی کو انگریزی اصطلاح بلینک ورس کا ٹھیک لغوی ترجمہ قرار دیا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

> "اردو میں یہ ہیئت انگریزی سے آئی ہے۔انگریزی میں اس ہیئت کا نام بلینک ورس ہے۔اردو میں اسے شروع میں نظم غیر مقفٰی کہا گیا لیکن بعد میں اس کے لیے "نظم معریٰ" کی اصطلاح رائج ہو ئی اور یہی بالاتفاق قبول بھی کی گئی اس لیے یہ انگریزی اصطلاح "بلینک ورس" کا ٹھیک لغوی ترجمہ ہے۔"(۱۳)

نظم معریٰ ایک ہیئت ہے صنف نہیں۔اس لیے صنف اور ہیئت کے فرق کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔اردو ادب میں اس ہیئت کے لیے کوئی بحر مقرر نہیں ہے۔اس اعتبار سے اردو شاعر انگریزی شعرا کے مقابلے میں زیادہ آزاد ہیں۔ڈاکٹر عنوان چشتی لکھتے ہیں:

"اردو میں نظم معریٰ نے بلینک ورس کی ایک خصوصیت کو اپنایا اور دوسری سے انحراف کیا ہے جس خصوصیت کو اپنایا۔وہ قافیہ سے انحراف ہے جس کو نہیں اپنایا۔وہ ایک بحر کی پابندی ہے۔"(۱۴)

"اردو شاعری میں نظم معریٰ کو روشناس کرانے کے سلسلے میں کئی ایک شعرا کا نام لیا جا رہا ہے۔مختلف علما ادب کی رائے سے مقالہ نگار اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ محمد حسین آزاد[۱۸۲۷-۱۹۱۰[نہ صرف نظم معریٰ کے موجد ہیں بلکہ اس ایجاد سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ اردو شاعری میں ہیئت کا نیا تجربہ انہی نے کیا۔علی گڑھ کے ایک سکالر معشوق حسین خاں لکھتے ہیں:

"غرافیہ طبعی کی پہیلی" ہر ایک نظم انھوں نے بحر مقفٰی میں جیسے انگریزی میں بلینک ورس کہتے ہیں لکھی ہے۔اس بحر میں نہ قافیہ ہے نہ ردیف۔صرف وزن ہی وزن ہوتا ہے۔اس نظم کا دائرہ اس قدر وسیع ہو جاتا ہے کہ اعلیٰ خیالات نہایت آسانی سے آ سکتے ہیں۔یہ وہ بحر ہے جس میں انگریزی میں ملٹن اور شیکسپیئر نے لکھا اور اردو میں اسے لانے کا فخر سوائے آزاد کے کسی کو نہیں ہو سکتا۔"(۱۵)

محمد حسین آزاد کی معرا نظمیں "جغرافیہ طبعی کی پہیلی"اور "جذب دوری" نظم آزاد اور خم کدہ آزاد میں شائع ہوئیں۔"جغرافیہ طبعی کی پہیلی" جو منشی ذکاء اللہ صاحب پروفیسر زبان ہائے مشرقی کی فرمائش سے نظم کی گئی۔چند بند ملاحظہ ہوں:

ہنگامہ ہستی کو
گر غور سے دیکھو تم
لہر و خشک و ترِ عالم
صفت کے تلاطم میں
جو خاک کا ذرہ ہے
جس پر قلمِ قدرت
انداز سے ہے جاری
اور کرتا ہے گلکاری
اِک رنگ کے آتا ہے

سو رنگ دکھاتا ہے
اور دیکھنے والوں کی
آنکھیں تو کھلی ہیں پر
خر مہرۂ رنگیں یا
بلور کے ٹکڑے ہیں
ہر لحظہ و ہر ساعت
قدرت کے تماشے ہیں
عالم میں پڑے ہوئے
پر ان کو نہیں پرواہ
ہر گز کہ یہ سبب کیا ہے
اور ہے تو سبب کیا ہے
اور دوسرے رشتے سے
گر غور کرو دل میں
تو دیکھو لو پانی کو
جس رنگ میں جی چاہے
بادل ہو کہ باراں
قطرہ ہو و یا دریا
شبنم سے بھی کم ہووے
یا نام کو نم ہووے
اِک عرصہ خاص اس پر
گزرے گا تو دیکھو گے
خشکی کے نشاں ہوتے
اس میں سے ہویدا ہیں
یا بچے ہیں جو ماں کے
آغوش میں پیدا ہیں
کون اِس کو بھلا بوجھے
حکمت کی پہیلی ہے"(۱۶)

محمد حسین آزاد نے اردو میں نظم معریٰ کی بنیاد ضرور رکھی، لیکن اس پر کوئی عمارت تعمیر نہ کر سکے۔البتہ اسماعیل میرٹھی][۱۸۴۴-۱۹۱۷کی معریٰ نظمیں ایک حد تک بہت مقبول ہوئیں۔ان کی مقبولیت ہیئت کی وجہ سے نہیں بلکہ موضوع اور مزاج کی وجہ سے ہے۔اسماعیل میرٹھی کی معریٰ نظمیں دو ہیں،"تاروں بھری رات" اور"چڑیا کے بچے" ان کی نظم "چڑیا کے بچے"ملاحظہ ہوں:

دو تین چھوٹے بچے چڑیا کے گھونسلے میں
چپ چاپ لگ رہے ہیں سینے سے اپنے ماں کے
چڑیا نے مامتا سے پھیلا کے دونوں بازو
اپنے پروں کے اندر بچوں کو ڈھک لیا ہے
اس طرح روزمرہ کرتی ہے ماں حفاظت
سردی سے اور ہوا سے رکھتی ہے گرم ان کو
لیکن چڑا گیا ہے چُگا تلاش کرنے
دانہ کہیں کہیں سے پوٹے میں اپنے بھر کے
جب لائے گا تو بچے منہ کھول دیں گے جھٹ پٹ
ان کو بھرائے گا وہ ماں اور باپ دونوں
بچوں کی پرورش میں مصروف ہیں برابر
اور چھوٹے چھوٹے بچوں تم اونچے گھونسلے سے
ہرگز نہیں گرو گے پر اور پرزے اب تک
نکلے نہیں تمھارے اس واسطے ابھی تم
اونچے نہ اُڑ سکو گے ہاں جب تمھارے بازو
اور پر درست ہوں گے تو دن کی روشنی میں
سیکھو گے تم بھی اُڑنا کرتے پھرو گے چیں چیں
اُڑتے پھرو گے پھُر پھُر اے چھوٹے بچو لیکن
کوّا بُری بلا ہے اس سے خدا بچائے"(۱۷)

ان شعرائے اردو کی جدت طراز کاوشیں اپنی جگہ ہیں،مگر حقیقت یہ ہے کہ جب انگریزی شاعری کو تخلیقی سطح پر محسوس کرنے والے نئی نظم کے بڑے بنیاد گذار جیسے فیض احمد فیض][۱۹۱۱-

۱۹۸۴،ن،م راشد]،[۱۹۱۰-۱۹۷۵میراجی] [۱۹۱۲-۱۹۴۹اور مجید امجد[۱۹۱۴-۱۹۷۴] نے اسے اپنایا تو پھر یہ صنف ایک تحریک کا معنوی اور فکری حصہ بھی بن گئی۔

حوالہ جات

1. Encyclopaedia Britanica 13th Edition Vol:IV, 1968, P-41
2. Oxford English Dictionary, Vol:1, Oxford University Press, 1978, P-902
3. Encyclopaedia Americana, 1947, Vol:XII, P-549
4. Dictionary of World Literary Term and Enlarged Edition, London, 1979, P-98

۵۔ حنیف کیفی، ڈاکٹر، نظم معرا اور آزاد نظم، لاہور: زاہد پبلشر پرنٹرز، ۱۹۹۵ء، ص:۲۳۱

6. Encyclopaedia Americana, Vol:IV, 1947, P-62

۷۔ خواجہ اکرام، ڈاکٹر، اردو کی شعری اصناف، لاہور: سیونتھ سکائی پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء، ص:۶۷

۸۔ علی محمد خان، ڈاکٹر، اشفاق احمد ورک، اصناف نظم و نثر، لاہور: الفیصل ناشران، ۲۰۱۴ء، ص:۵۴۱

۹۔ انور جمال، پروفیسر، ادبی اصطلاحات، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۶ء، ص:۳۷۱

۱۰۔ الطاف حسین حالی، مولانا، مقدمہ شعرو شاعری، لاہور: کشمیر کتاب گھر، ۱۹۷۱ء، ص:۶۳

۱۱۔ عبدالحلیم شرر، نظم معریٰ، مشمولہ: دلگداز، لکھنؤ، جون ۱۹۰۰ء، ص:۹

۱۲۔ دلگیر آبادی، ہماری شاعری کے لیے نیا میدان، مشمولہ: ماہنامہ فصیح الملک، اپریل ۱۹۰۹ء، ص:۳۱

۱۳۔ شمیم احمد، اصنافِ سخن اور شعری ہیئتیں، لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۸۳ء، ص:۲۷۔۱۷۱

۱۴۔ عنوان چشتی،ڈاکٹر، اردو شاعری میں ہیئت کے تجربے، دلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، ۱۹۷۵ء، ص:۲۸

۱۵۔ معشوق حسین خاں، آزاداور اردو لٹریچر، مطبوعہ: محمڈن اینگلو اورینٹل کالج میگزین، علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ، جلد نمبر ۸، یکم اکتوبر ۱۹۰۰ء، ص:۹

۱۶۔ محمد حسین آزاد، مولانا، مجموعہ نظم آزاد، مرتبہ: مولوی سید ممتاز علی، لاہور: دارالاشاعت پنجاب، ۱۸۹۹ء، ص:۱۰۱

۱۷۔ محمد اسماعیل، کلیات اسماعیل (طبع ثانی)، مرتبہ: اسلم کیفی، ۱۹۳۹ء، ص:۴۴۳